جناب شاہد عمادی

علم وحکمت کے پرانے چراغ

عہد قدیم سے دنیا کے نقشہ پر بہت سی تہذیبیں ظاہر ہوئیں اور فنا ہوگئیں کچھ کی شان وشوکت اور تہذیب و تمدن کے نشانات ملے' مولانا شبلی نعمانیؒ رقم طراز ہیں۔ ''تمام مورخوں کا بیان ہے کہ دنیا میں سب سے اول تہذیب و تمدن کی ابتدا بابل ونینوا سے ہوئی'' ان میں کچھ نے علم وحکمت پر توجہ کی' فکر وتحقیق کی جستجو اور تعمیر وتسخیر کی آرزو حیرت انگیز انکشافات کا سبب بنے' تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ یونان کو علم وحکمت کے فروغ میں عہد قدیم کی تہذیبوں میں امتیازی حیثیت حاصل ہوئی' چنانچہ عہد قدیم کے چند نامور سائنس دانوں کا تذکرہ یہاں مقصود ہے جو علم و حکمت کے پرانے چراغ تھے۔

تالیس:

یونانی دور کے علماء وحکماء میں سب سے قدیم سائنسداں ایشیائے کوچک کا باشندہ تالیس (Thales) غالباً ۶۲۹ ق۔م پیدا ہوا اور تقریباً ایک سو برس عمر پائی' مصر کے اساتذہ سے فلسفہ' ریاضی اور سائنس کی تعلیم حاصل کی' علم فلکیات میں اس کے مشاہدات وتجربات نے علم وحکمت کے میدان میں انقلاب برپا کردای' سورج گرہن اور چاند گرہن پر اس کے بیانات کا لوگوں نے مذاق اڑایا' لیکن جب فلکی حسابات کی بنیاد پر اس نے مکمل سورج گرہن کی پیشنگوئی اور دن اور تاریخ کا اعلان کیا سورج گرہن کے بتائے وقت پر ہونے کے باعث تالیس کی عظمت مسلّم ہوگئی' علم ہندسہ میں اہل مصر مہارت رکھتے تھے' جس میں تالیس نے کمال حاصل کیا اور اپنی تحقیقات ومشاہدات کی بنیاد پر اصول بنائے' سائے کی مدد سے اہرام مصر کی بلندی ناپی۔

تالیس کا خیال تھا کہ چاند سورج اور ستارے زمین کے گرد گردش کرتے ہیں وہ پانی کو تمام کائنات کا منبع قرار دیتا تھا' بعد کے سائنس دانوں نے ان خیالات کی تردید کی۔

فیثا غورث:

یونان کا چھوٹا سا جزیرہ ساموس (Samos) کو ۵۸۲ ق م فیثا غورث (Phythagorus) کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہوا' اس دور میں دریائے فرات کے کنارے واقع شہر بابل جو بغداد سے ۶۰ میل کے فاصلے پر تھا' تہذیب وتمدن کا مرکز اور علم وحکمت کا اعلیٰ قدر منبع علم ودانش تھا جبکہ یونانیوں کی حالت نیم وحشیوں کی سی تھی' فیثا غورث نے بابل سے ریاضی اور فلسفہ میں کمال علم حاصل کیا اور تلاش علم میں سیاحت پر نکل پڑا' مشرق میں وہ

ہندوستان میں بہار تک آیا' جہاں گوتم بدھ سے ملاقات کی جو اپنے عہد کی علم وعرفان کی حامل شخصیت کے مالک تھے' ۳۴ سال کی طویل سیاحت کے بعد یونان واپس لوٹا' لیکن اٹلی میں بود و باش اختیار کی' اور ایک درس گاہ قائم کی جس میں رائج علوم کے علاوہ اپنے مخصوص عقائد کی تعلیم بھی دیتا تھا' نظم وضبط کی پابندی لازمی تھی' اعلیٰ اخلاقی قدروں پر عمل پیرا تھا' موسیقی کا شائق تھا' علم ہندسہ میں اس کے کلیے مشہور ہیں۔ فیثا غورث نے انکشاف کیا کہ چاند کی اپنی روشنی نہیں بلکہ وہ سورج سے حاصل روشنی کو منعکس کرتا ہے اس کی موت گمنامی میں ہوئی۔

دمقراط:

یونان کے ایک چھوٹے ساحلی شہر شہر آب درہ میں ۴۶۰ ق۔م عہد کا مشہور سائنسداں (Democrates) دمقراط پیدا ہوا۔ مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد تلاش علم میں طویل سفر کیا اور جب واپس اپنے آبائی وطن لوٹا تو وہ ایک بوڑھا فلسفی تھا جو اپنے ہم وطنوں کو دنیا پرست طرز زندگی اور ہوس پرستی کو حقارت سے دیکھتا' لوگوں نے اس کو دیوانہ مشہور کر رکھا تھا۔ نامور حکیم بقراط اس کا ہم عصر تھا اور علم طب میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ اس نے دمقراط کو ایک عظیم فلسفی اور صاحب علم وحکمت قرار دیا۔

دمقراط وہ اولین سائنسداں تھا' جس نے دنیا کو پہلی بار ایٹم "Atom" سے روشناس کرایا۔ نیند اور موت کے متعلق دمقراط کا نظریہ تھا کہ جب انسانی جسم سے روح کے بعض مخصوص ایٹم نکل جاتے ہیں تو نیند غالب آجاتی ہے' اور جب روح کے تمام ایٹم انسانی جسم سے نکل جاتے ہیں تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ دولت مند باپ کا بیٹا دمقراط جس کو عہد طفلی میں دنیا کی کسی شے کی کمی نہ تھی۔ جب بانوے سال میں فوت ہوا تو عسرت وتنگدستی کے سوا اسکے پاس کچھ نہ تھا۔

بقراط:

ایشیاء کوچک کے ساحل کے قریب واقع جزیرہ کوس (Cos) میں بقراط کی ولادت ۴۶۰ ق۔م' ہوئی۔ اس نے علم وطب میں علم العلاج کی طرح ڈالی اس عہد میں مروجہ ٹونے ٹوٹکے اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ امراض کے علاج پر بقراط کو بالکل اعتقاد نہ تھا' اور نہ مذہبی رسوم کے ذریعہ علاج کا وہ قائل تھا' دواؤں کے ذریعہ علاج رائج کرنے میں وہ اولین اطباء کی فہرست میں ممتاز تھا۔

بقراط کا دعویٰ تھا کہ دنیا میں موجود کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کی دوا اللہ نے نہ پیدا کی ہو' اس کا قول تھا کہ خون' بلغم' صفرا اور سودا یہ چاروں چیزیں جب تک جسم میں اپنے صحیح تناسب میں رہتی ہیں آدمی تندرست رہتا ہے' ان میں سے کسی کی کمی یا زیادتی بیماری کا سبب بنتی ہے' وہ کم وبیش ۳۰۰ مفرد دواؤں کا علم رکھتا تھا۔ ستاروں کی گردش کا اثر انسانی زندگی پر درست مانتا تھا۔

ارسطو:

یونان کا مشہور فلسفی ۳۸۴ ق۔م میں پیدا ہوا۔ دارالسلطنت ایتھنس آ کر عظیم دانش ور افلاطون (Plato) کے حلقہ درس میں شریک ہوا اور بہت جلد اپنی ذہانت سے علم وفن میں کمال ناموری حاصل کیا۔ حکیم افلاطون ایک قابل طبیب، علم ہندسہ اور علم اعداد وغیرہ میں مہارت رکھتا تھا۔ وہ فن تدبیر میں سقراط کا پیرو تھا۔ ارسطو نے علم و حکمت کے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ اس کی تحریریں صدیوں بعد تک علم وفن کے ہر میدان میں حرف آخر رہیں۔ فلسفہ طبیعیات، منطق، اخلاق اور سیاسیات وغیرہ علوم پر ارسطو کے قوم کو صدیوں بعد تک کے دانش اور مستند مانتے تھے، ارسطو امام الفلسفہ کا مقام رکھتا تھا۔ مسلمان حکماء ودانشوروں نے ارسطو کے ان علمی ذخائر کے ترجمے کئے اور تشریحات لکھیں جس سے اہل یورپ کو ارسطو کی عظیم علمی خدمات کا علم ہوا۔ مولانا شبلیؒ لکھتے ہیں: اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں نے نہایت جدوجہد سے ارسطو کی ایک ایک تصنیف بہم پہنچائی۔

ارشمیدس:

جنوبی اٹلی میں جزیرہ سسلی کے مشرقی ساحل پر واقع قدیم بندرگاہ سیراکوس (Syracuse) میں اپنے عہد کا عظیم سائنسداں ارشمیدس (Archimedes) ۲۸۷ ق۔م پیدا ہوا۔ جس کی قابلیت کا لوہا پوری دنیا آج میں بھی مانتی ہے۔ اس کے مسئلے اور کلیے علم طبیعیات (Physics) ریاضی (Maths) اور علم ہندسہ (Geometry) میں آج بھی رائج ہیں۔ اس نے علم طبیعیات کے قوانین مرتب کئے اور ماسکوئیات (Hydraulics) کے موضوع پر کتاب لکھی۔

جالینوس:

ایشائے کوچک کے ساحل کے قریب واقع عہد قدیم کا مشہور قصبہ برغامہ (Pergamus) میں ۱۳۰ء میں یونانی دور کا عظیم طبیب جالینوس (Galen) پیدا ہوا۔ جس نے علم طب میں انقلاب پیدا کر دیا۔ تحصیل علم کے لئے سمرنا اور اسکندریہ کا سفر کیا اور علم طب میں کامل مہارت حاصل کر کے اپنے وطن واپس آیا، ان گنت طبی تجربات وتحقیقات اور بے شمار مریضوں کا کامیاب علاج کر کے ناموری پیدا کی اور علم طب کو نئی راہیں دیں، چونکہ انسانی لاشوں کو چیرنا ان دنوں ایک سنگین اخلاقی اور قانونی جرم تھا اس لئے اس نے بندروں کی لاشوں کو چیر کر جسم کے اندرونی اعضاء کا مشاہدہ کیا اور ''تشریح الابدان'' (Anatomy) اور ''منافع الاعضاء'' (Physiology) جیسے اہم علوم کی بنیاد ڈالی، دوران خون، وریدوں اور شریانوں، ہڈیوں اور مختلف اعضائے جسمانی کی تشریح اور فعل پر کتابیں تصنیف کیں۔

اوپر بیان کئے گئے حکماء کے علاوہ یونان کے دیگر مشاہیر علماء وحکماء او ردانش وروں میں اقلیدس (Heraclides) نے چوتھی صدی قبل مسیح اپنے محور کے گرد زمین کی گردش سے متعلق حیرت انگیز انکشاف کیا، ڈارون نے بھی اپنے فلسفوں سے سائنس کی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا، تیسری صدی قبل مسیح میں یونان کا نامور دانش ور ارسطارخوس (Aristavchus) نے زمین کی گردش کیساتھ سورج کے گرد زمین کی گردش کا انقلاب انگیز نظریہ پیش کیا۔

جالینوس کی وفات کے بعد علم وحکمت کی شمع یونان میں تو بجھ گئی لیکن مصر کے شہر اسکندریہ میں علم وفن کی فصل بہار ہنوز طاری تھی، علم وحکمت کی دنیا میں یونان کی عظمت رفتہ ایک قصہ پارینہ بن گئی۔ بطلیموس نامی عظیم سائنس داں نے دوسری صدی عیسوی میں اسکندریہ میں علم فلکیات پر زمین سورج اور دیگر سیاروں کے متعلق اپنے اپنے نظریات پیش کئے۔

لیکن یونان اور مصر کی عظیم سلطنتوں کی علمی کاوشوں کا دور آہستہ آہستہ تاریکی میں ڈوب گیا' پہلی صدی عیسوی میں سلطنت روما عظمت وشہرت کے نقطہء کمال کو پہنچ چکا تھا' جس کی سرحدوں میں انگلستان' ایشیا اور افریقہ کے اکثر ممالک داخل تھے، رومی سلطنت میں عیسائیت کو اسی عہد میں فروغ حاصل ہوا' ۳۰۶ء میں رومی سلطنت کی باگ ڈور جب شہنشاہ قسطنطین (Constantine) کے ہاتھ آئی تو اس کا میلان عیسائیت کی طرف تھا۔ چنانچہ چوتھی صدی عیسوی میں رومی سلطنت کا سرکاری مذہب عیسائیت قرار پایا' پانچویں صدی عیسوی میں رومن سلطنت پر گاتھ' ہن' ونڈال اور جرمن اقوام نے حملے کئے جو یورپ کی نیم متمدن قومیں تھیں' کمزور رومن سلطنت ان حملوں کی تاب نہ لاسکی اور اہل یورپ پر رومی شہنشاہیت کی بالادستی ختم ہوگئی' یورپ کی تمام اقوام عیسائی مذہب میں داخل ہوگئیں اور رومن کیتھولک مذہب قرار پایا جس کا محور پوپ (Pope) تھا جو عیسائی دنیا کا بلاشرکت غیرے روحانی پیشوا تھا۔

عیسائی پادریوں نے عوام کو اس خیال کا پابند کیا کہ انجیل مقدس کے صفحات میں تمام علوم دینی و دنیوی بند ہیں۔ باقی سارے علوم باطل قرار پائے' چنانچہ یونانی حکماء کی کتابوں کا پڑھنا ممنوع قرار پایا اور جملہ تعلیمی ادارے یک قلم بند کردیئے گئے۔

توہم پرست یورپ میں علم وفنون میں مذہب سے گمراہی کا الزام اتنا شدید ہوا کہ کلیسا نے تمام علم وحکمت کی کتابوں کو ضائع کروادیا یا ضبط کر کے تہہ خانوں میں اور تاریک کوٹھریوں میں بند کر کے تالے ڈلوادیئے۔ حکمرانوں پر یہ خوف لاحق ہوا کہ ان کتابوں کا مطالعہ تو درکنار سایہ بھی حکومت کو تباہ کرسکتا ہے۔ چنانچہ ہر نیا حکمراں ان تہہ خانوں اور کوٹھریوں پر اپنا تالہ ڈلوادیتا۔

مؤرخین کے مطابق تاریکی کا یہ طویل دور' یورپ پر تقریباً ایک ہزار سال تک تھا جبکہ عوام پریشان' امن وامان مفقود اور تمدنی حالات زبوں تھے' کلیسا کا اقتدار بڑھتا گیا' پادریوں کی جاگیروں پر ہزاروں اغلام مقرر رہتے تھے۔ توہم پرستی اپنے نقطہ عروج پر تھی۔

تاریکی کے اس طویل دور میں علم وحکمت کے احیاء کی تائید کی آواز عرب کے ریگستانوں سے اٹھی تعمیر انسانی کا نیا باب شروع ہوا جب رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بنی نوع انسانی کیلئے روشنی بن کر آیا: ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''

پہلی صدی ہجری میں ہی ایشیا و یورپ اور افریقہ کے دور دراز کے علاقے مسلمانوں کے قدم پہنچتے ہی گل و گلزار ہو اٹھے، پرانے معیاروں کی جگہ نئے معیاروں نے لے لی، قدریں بدل گئیں، جاہلیت رجعت پسندی اور جمود کی علامت بن گئی، علم کی تکریم و تعظیم اور غور و فکر کی ترغیب پیدا ہوئی، مولانا شبلیؒ رقم طراز ہیں: ''واقعہ یہ ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کہ عہد وسطیٰ میں مسلمانوں نے دنیا کی تمام قوموں کا علمی سرمایہ اپنی زبان میں منتقل کر لیا تھا، اگر دنیا میں مسلمانوں کا قدم نہ آتا تو یونان، مصر، ہند، اور فارس کے تمام علمی ذخیرے آج برباد ہو چکے ہوتے''

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب مصر فتح ہوا تو وہاں مشہور یونانی فلسفی جان موجود تھا جس کو تاریخ نے یحیٰ نحوی کے نام سے یاد کیا ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی، حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے عہد میں غیر قوم کے دانشوروں کو عہدے دیئے۔ امیر معاویہؓ کے لئے ابن آثال نامی طبیب نے علم طب کی بعض کتابیں یونانی سے ترجمہ کیں، امیر معاویہؓ کے پوتے خالد نے جو علوم اسلامی میں یکتائے روزگار تھے فن طب کا علم حاصل کرنے عیسائی اور یہودی حکماء کے سامنے زانوائے ادب تہہ کیا، خالد نے یونانی اور قبطی زبانوں کی کتابوں کے ترجمہ کرائے، مروان بن الحکم جو بنی امیہ کا پہلا حکمران تھا اس کے دربار میں وقت کا مشہور یہودی طبیب مامور تھا، جس نے ''قرابادین'' کا سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کتاب کو خزانہ شاہی سے نکلوا کر بہت سی نقلیں کروائیں۔ غرض پہلی صدی ہجری کے آغاز میں ہی قدیم کتابوں کے ترجمہ کا آغاز ہو گیا تھا۔

ہندوستان کا ایک نامور پنڈت خلیفہ منصور کے دربار میں آیا اور کتاب ''سدھانتا'' نذر کی جس کا ترجمہ کیا گیا۔ برامکہ، ہارون الرشید اور مامون الرشید کی قدردانی سے ہندوستان کے اہل کمال بغداد کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابوریحان البیرونی کی سنسکرت دانی اس مرتبہ کی تھی کہ اس نے کئی قیمتی تصانیف کا عربی سے سنسکرت میں ترجمہ کر کے ہندوؤں کو پیش کیا اور کئی نایاب سنسکرت کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔

غرض یہ کہ آمد اسلام کے بعد علم و حکمت، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت، وغیرہ میں انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ قدیم علوم و فنون کے بیش قیمت علمی ذخیرے محفوظ ہوئے اور ان پر گراں قدر علمی و تحقیقی کام ہوئے جس سے اہل یورپ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

﴿ ماخذ ﴾

۱۔ قدیم مسلمان سائنسدان، از مولانا ابراہیم عمادی مرحوم

۲۔ علوم قدیمہ اور مسلمان از علامہ شبلی نعمانیؒ